ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ہادیہ سحر
ایم۔ایس ریسرچ سکالر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور
ڈاکٹر نائلہ انجم
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر نورین رزاق
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

پاکستانی خواتین کی شاعری میں قومی تشخص اور فکرِ وطن کا بیانیہ

Hadia Sehar*
Research Scholar, Lahore College for Women University
Dr. Naila Anjum
Assistant Professor, Lahore College for Women University
Dr. Noreen Razzaq
Assistant Professor, Lahore College for Women University

***Corresponding Author:**

A Narrative of Identification and Apprehension for the Country in the Poetry of Pakistani Female

Urdu poetry adapts with inconstant change of life. Generally literature trends change barely. When special incident happen at large scale a nation or country undergoes with prominent change. These incidents and revolutionary factors enlighten literature and life with new horizons. National identity is a natural demand as well as a source of individuality. It helps in the identification of a nation or human in a social life. From beginning till the current phase of life, national identity is a permanent part of poetry. It has also helped to pave the pathway for human rights as well as the rights of poetess in the society. The national identity and patriotic sentiments of Pakistani women in their poetry have been a recurring theme in their literary

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

works. Through their poetry, they have beautifully encapsulated the spirit of their nation and expressed their love and devotion for their homeland.The important feature of this article is to explore and explicate the role of Pakistani Poetess in national identification and apprehension for the homeland.

Key Words: *Identification, inconstant, revolutionary, apprehension, explicate, patriotism.*

ادب کسی ماورائی شے کا نام نہیں بلکہ اس کا تعلق عام انسانی معاشرے اور اس میں رونما ہونے والے حادثات وواقعات سے ہوتا ہے۔ معاشرے میں جب سیاسی وسماجی سطح پر افراتفری، بدحالی، بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پھیلتی ہے تو معاشرے کا ہر فرد اپنی اپنی سطح پر نہ صرف اس کرب کو محسوس کرتا ہے بلکہ اپنے جذبات و احساسات کو کسی نہ کسی صنف کے پیرائے میں بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ ادیب معاشرے کا جراح ہوتا ہے جہاں وہ نہ صرف خوبیوں کو عیاں کرتا ہے بلکہ معاشرے میں موجود خرابیوں اور کمیوں پر سے بھی پردہ اٹھاتا دکھائی دیتا ہے۔ ادب کی قریباً ہر صنف میں قوم، قومی تشخص اور قومیت کے متنوع پہلو نظر آتے ہیں مگر بالخصوص ادب کی دیگر اصناف مثلاً ناول، ڈراما، افسانہ وغیرہ میں سے شاعری میں قومی تشخص اور قومیت کا عنصر زیادہ دکھائی دیتا ہے۔ انسانی گروہوں میں تہذیب، ثقافت، زبان، ادب، مذہب، علاقہ، تاریخ اور رسوم وروایات وغیرہ کا باہمی تباط و یگانگت ہی قومی تشخص کی نشوونما کا سبب ہے۔ تشخص کے معنی شناخت یا پہچان کے ہیں۔ تشخص کے لغوی معنی تعین کرنا، امتیاز اور ممتاز کرنا کے ہیں۔ تشخص کسی شخص یا قوم کو منفرد اور مخصوص بناتا ہے۔ قومی تشخص سے مراد کسی قوم یا ریاست کی حیثیت میں خود کو زندہ رکھنے کا نام ہے قومی تشخص کا مظہر مخصوص روایات، ثقافت، ملی شعور، زبان، قومی تاریخ، قومی نشانات اور مذہب ہے، جو قوم کی روزمرہ زندگی کا حصّہ ہوتے ہیں۔ قومی تشخص لسانی شناخت، ثقافت، علاقائی وفاداریاں، مذہب، تہذیب اور تاریخ جیسے عوامل کا مجموعہ ہے۔ قومی تشخص و قومیت ایک نظریہ ہے جو اسی مقدمے پر قائم ہے کہ قومی ریاست کے ساتھ فرد کی وفاداری اور وابستگی، تمام انفرادی اور اجتماعی مفادات پر مقدم ہے۔

اردو شاعری صرف عشق و عاشقی کے قصائص، وصال و فراق کی کیفیات، گل و بلبل کی داستانوں اور قفس وصیاد کی حکایات سے سرشار نہیں بلکہ جہاں اس میں لطیف کیفیات ہیں وہیں جدوجہد اور کوشش پیہم کی تفصیلات بھی موجود ہیں۔ شاعر قوم کے پُر شکوہ ماضی کا تذکرہ یا قوم کے مسائل پر گہری نظر ڈالتا ہے۔ شاعری حسن و عشق کے علاوہ سیاسی وسماجی حالات وواقعات کی ترجمان ہے اور اس کی مدد سے کسی بھی دور کی مکمل تہذیبی وتمدنی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔ بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

> ”اردو شاعری کسی عہد میں بھی اپنی گرد و پیش اور اس کے محرکات سے بے تعلق نہیں رہی وجہ یہ ہے کہ شاعری آج کی ہو یا کل کی، وہ معاشرے کے بطن سے جنم لیتی ہے اور معاشرہ اپنے سیاسی و سماجی عوامل و موثرات کے تحت لمحہ بہ لمحہ بدلتا رہتا ہے۔“ (۱)

اردو ادب میں دیگر اصنافِ سخن کے مقابلے میں شاعری ہمیشہ قابل توجہ رہی ہے۔ ادیب اور شاعر دیگر موضوعات کی عکاسی کے ساتھ ساتھ جہاں داخلی کرب کی بات کرتا ہے وہیں اُس کی نظر خارجی کیفیات پر بھی گہری ہوتی ہے۔ شاعری تخلیقی اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔ ادب کی کم و بیش ہر صنف میں حب الوطنی کا جذبہ دکھائی دیتا ہے ۔ تاریخِ ادب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو شاعری میں قوم، قومیت اور قومی تشخص کا واضح عُنصر نظر آتا ہے۔ اردو شاعری میں ابتدا سے حال تک جابجا قومی خیالات ، فکرِ وطن، قومی تشخص اور قومی جذبات و احساسات کا اظہار شہر آشوب ، غزلوں ، نظموں ، قطعوں ، رباعی ، مثنویات غرض ہر صنفِ سخن میں ہوا ہے۔ کلاسیکی شعرا کے ہاں قومی خیالات و جذبات بکثرت ملتے ہیں۔ ان کی شاعری میں موجود قومی تشخص اور قومی مسائل نے بعد میں تخلیق ہونے والی قومی شاعری کی روایات کو مضبوط و مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح ادب پر بھی مردوں کی اجارہ داری قائم تھی۔ اس دور میں عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مگر پھر بھی شاعری کے ابتدائی دور میں خواتین نے شعر و شاعری کے میدان میں حصہ لیا۔ بظاہر تو خواتین سیاسی و سماجی حیثیت میں مردوں سے کہیں پیچھے تھیں لیکن پھر بھی انھوں نے اپنے قلم کے ذریعے اردو شعر و ادب کی روایت میں اپنی نمائندگی کو قائم رکھا۔ اس ضمن میں عتیق اللہ رقم طراز ہیں:

> ”صدیوں کے جبر و احتساب نے عورت کی سائیکی ہی بدل کر رکھ دی وہ جنس لطیف اور جنس نازک کہلائی۔ شرم و حیا اس کا ذمہ ، امورِ خانہ داری میں مہارت اس پر فرض، مرد کی خوشنودی اور حکم کی تابعداری اس کا شعار ٹھہرا۔ اس طور پر وہ اپنے مجازی خدا کی تابع مہمل بن کر رہ گئی۔“(۲)

۱۸۵۷ء سے پہلے عورت کی حیثیت معاشرے میں قدرے کم تھی۔ مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں عورت کے مختلف معیارات رہے ہیں۔ کبھی اسے پلکوں پر بٹھایا تو کبھی اسے پاؤں کی جوتی بنا دیا گیا اور جو اسے مرد نے کہا اسی کو عورت نے حرفِ آخر مان لیا غرض وہ مرد کے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم کر لیا کرتی تھی۔ لہٰذا سماج میں عورت کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ معاشرے میں مرد حاکم اور عورت مظلوم رہی۔ ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

"تاریخ میں عورت کا وجود تو ہے مگر اس کا وہ وجود ہے جو مرد نے تشکیل دیا ہے کیونکہ ہماری پوری تاریخ مردوں کی تاریخ ہے عورتوں کی نہیں۔"(۳)

تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواتین شعر و سخن کا ذوق رکھتی تھیں۔ انھوں نے ماحول کے اثر کو قبول کیا اور اپنے ارد گرد کے حالات واقعات کو اپنی شاعری میں پرویا۔ مردوں کے شانہ بشانہ کام کیا اور اپنے کلام میں قوم کے مسائل کی پیشکش اور وطن سے محبت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ نجمہ رحمانی لکھتی ہیں:

"انسان کی فکر پر اس کے ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ وہ لاشعوری طور پر گرد و پیش کے حالات کو قبول کرتا ہے۔ اس وقت پورا ماحول شاعرانہ رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ خواتین بھی اسی ماحول اور سماج کا ایک حصّہ تھیں اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ مردوں نے ماحول کا اثر قبول کیا ہو اور خواتین اس ماحول سے الگ رہی ہوں۔" (۴)

عہد قدیم میں جہاں شعرا نے اپنی شاعری میں اپنے وطن کے لیے تڑپ دکھائی وہیں شاعرات نے سماج کے انتشار، سیاسی کشمکش، حالات و واقعات اور معاشرتی تباہی و بربادی کی داستان کو شاعری میں بیان کیا۔ انھوں نے اردو شاعری میں حب الوطنی اور سیاسی و سماجی شعور جیسے موضوعات میں اپنی انفرادیت ثابت کی۔ انھوں نے نہ صرف دل کی باتیں کہیں بلکہ فکر و نظر کا معیار پرکھنے کی بھرپور سعی کی۔ ایسی شاعرات کی فہرست بھی ملتی ہے جنھیں زمانے کی رفتار نے کہیں سرگم کر دیا ہے مگر ان کا نام تاریخ کے منظر نامہ پر محفوظ رہ گیا۔ ان میں نشاط النساء بیگم، جینا بیگم، حسینی جان بیگم، چاند رانی، حیات النساء بیگم، مہ لقا چندا بائی، سردار بیگم، سعیدہ خاتون، شاہ جہاں بیگم، صابرہ سلطان، صغرا ہمایوں مرزا، حیا اور لطف النساء قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے اپنے وطن کی مٹی، وطن کی تہذیب و ثقافت اور وطن سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔

انیسویں صدی کے نصف اوّل کی شاعرات نے معاشرے میں پھیلی ہوئی بدامنی کی فضا کو اپنی شاعری میں بیان کیا اور قوم کے جذبات کو بیان کرنے کی کوشش کی۔ انھیں اپنے وطن اور قوم کی روایات، ثقافت اور تہذیب و تمدن سے بے حد دلچسپی تھی اور ساتھ ہی اپنے دیس کے تہواروں کو اپنی شاعری میں پیش کرنا باعثِ فخر سمجھتی تھیں۔ ان شاعرات میں زخ ش، رابعہ پنہاں، بلقیس جمال اور بانو طاہرہ سعید شامل ہیں۔ ان کے کلام میں قومی تشخص، فکرِ وطن اور وطن سے محبت کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ شعری مثالیں دیکھیے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

جنت کی دید سے ہے دل شادماں ہمارا
شکرِ خدا وطن ہے، ہندوستاں ہمارا (۵)

آسناؤں تجھ کو میں دردِ وطن کی داستاں
آ دکھاؤں تجھ کو اپنے پارہ چاکِ جگر (۶)

میرے آزاد وطن تیری بہاروں کو سلام
تیری پُر کیف فضا تیرے نظاروں کو سلام (۷)

دنیا کے ہر ملک میں اپنی تہذیب و ثقافت، روایات اور رسم ورواج و تہوار منائے جاتے ہیں۔ قومی تشخص اور فکرِ وطن کا مظہر نہ صرف قومیت ہے بلکہ قوم کی شناخت مذہبی روایات تہوار اور رسم و رواج سے بھی ہے۔ مسلمان قوم اپنے دین کے مطابق عید الفطر کا تہوار مناتے ہیں جبکہ ہندو ہولی اور دیوالی مناتے ہیں۔ ز۔خ۔ش اور بانو طاہرہ سعید نے ان تہوار کو بھی اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے اور قومی تشخص کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ مثلاً:

حسرت فزا ہے اے مہ نو تیرا نور آج
ہے سنگِ غم سے شیشۂ دل چور چور آج
یاد آتا ہے غم والم بیو گاں ہمیں
جو ہو رہی ہیں زندگیوں کی نفور آج (۸)

آؤ پیار کے دیپ جلائیں
دنیا سے تاریکی مٹائیں
غم کے سیہ بادل چھٹ جائیں
آئی دیوالی آئی
خوشبو کا سندیسہ لائی! (۹)

تاریخ گواہ ہے کہ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء کا سال ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ لاکھوں مہاجرین ہجرت کرکے مشرقی اور مغربی پاکستان میں داخل ہوئے۔ آزادی کی یہ لکیر خون آلود تلوار سے کھینچی گئی تھی۔ جہاں مہاجرین خود نہ پہنچتے تھے وہاں ان کی لاشیں ضرور پہنچ جاتی تھیں۔ دورانِ تقسیم انسانی خون ارزاں ہو گیا اور مسلمانوں کا قتل اتنے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

وسیع پیمانے پر ہو رہا تھا کہ ہندوستان کی طرف سے مہاجرین کو لے کر آنے والی گاڑیاں مسلمانوں کی لاشوں سے بھری ہوتی تھیں اور ان پر "ہندوستان کی طرف سے تحفہ" کے الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ اچھے مستقبل اور آزادی کے خواب سجائے آنے والوں کو کیا خبر تھی کہ ۱۹۴۷ء آزادی کے بعد بھی انھیں مزید کٹھن امتحانوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انگریزوں نے جاتے جاتے بھی اپنی عیاری اور مکاری سے دونوں ہمسایہ ممالک کو جنگ وجدل اور قتل و غارت میں دھکیل دیا تھا۔

۱۹۴۷ء کے حالات نے جہاں شعرا میں دردو غم کی لہریں دوڑا دیں وہیں پاکستانی شاعرات نے بھی ہجرت کے کرب کو محسوس کیا۔ انھوں نے اس دور میں اُبھرتے فسادات کو منظرِ عام پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔ بڑے پیمانے پر عصری تبدیلیوں، سیاسی و سماجی منظر نامے میں اتھل پتھل اور جدید سائنسی طرزِ فکر کی نمود سے پاکستان کی معاشرت متحرک ہوئی۔ پاکستان کے بدلتے حالات نے ان میں ذوق وجدان، سیاسی و سماجی شعور، زبان، ثقافت اور جذبہ حب الوطنی کو مہمیز کیا۔ وہ نئے خوابوں اور نئے آدرشوں کے ساتھ میدانِ عمل میں اتریں اور ایک نئے جمالیاتی درس کو نئے اسلوب میں بیان کرنے لگی۔ سیاست اور پیشہ ورانہ زندگی کے امور ہوں یا پھر ادب کی جذباتی و احساساتی دنیا، پاکستانی شاعرات ہر شعبۂ زندگی میں ایک نئے روپ میں سامنے آئیں۔ انھوں نے ہر موضوع کو اپنی شاعری میں بیان کیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں قربان ہونے والوں کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ۱۹۷۱ء میں مشرقی بازو کے بچھڑنے پر بھی غم کی داستان لکھی نیز نسائی ادب لکھنے کے ساتھ ساتھ قومی تشخص، فکرِ وطن اور جذبہ حب الوطنی کا اظہار بھی کیا۔ انھوں نے قومیت کے تعمیری و تخریبی پہلو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ فکر و نظر کا معیار پرکھنے کی بھرپور سعی کی ہے۔ شاعرات نے نہ صرف اپنی شاعری میں انقلاب اور احتجاج کا رویہ اپنایا ہے بلکہ تہذیب، معاشرت، سیاست، قومیت، قومی تشخص اور حب الوطنی کے جذبات نمایاں انداز میں پیش کیے ہیں۔

وطن سے محبت کا جذبہ ہر بشر میں پایا جاتا ہے۔ شاعرات نے حبّ الوطنی کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ یہ ملک پاکستان بے شمار قربانیوں کا صلہ ہے اور وہ چاہتی ہیں کہ یہ احساس یہاں رہنے والے تمام لوگوں کو ہو۔ انھیں اپنی ملت، ثقافت اور اپنے ارضِ پاکستان سے والہانہ محبت ہے۔ اس سرزمین کے لیے ایسے چشم و چراغ تھے جنھوں نے اپنی جان کے نذرانے پیش کیے۔ وہ اپنے وطن کی سوندھی مٹی کی خوشبو کو بیان کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک اس زمیں کی مٹی کی خوشبو سوئی سوئی یادوں کو سہلاتی ہے۔ ان کی شاعری وطن سے عقیدت، محبت اور یگانگت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ اس بات کا درس دیتی ہیں کہ ہمیں اپنے بل بوتے پر اُٹھنا ہے اور اس ملک کو ترقی یافتہ ممالک میں شمار کرنا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ اپنے دیس کو سجانے سنوارنے کا پیغام دیتی ہیں۔ وطن کے باسیوں کو اپنے عہد کی تجدید اور بھولے ہوئے پیغام کی یاد دہانی کراتی ہیں۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

لوگو !

دیس پکارے آج
گھر آنگن کو سجانا ہو گا
ماتھے سورج، آنکھوں تارے
پوروں دیپ جلانا ہو گا
اپنے بل بوتے پر آپ اُٹھو تو
بنجر بھی کھلیاں
پکارے اپنا پاکستان (۱۰)

ایک اور مثال دیکھیے:

اے میرے دیس کی مٹی !تری عظمت کی قسم
تیرے ہر ذرہ ناچیز کی حرمت کی قسم
میں نے اس خاک سے ماتھے پر چُنی ہے افشاں
میں نے ان ذروں میں دیکھے ہیں ستاروں کے نشاں (۱۱)

۱۹۴۷ء میں بہت سے لوگوں نے قربانیاں دیں۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی کئی دلیر، نوجوانوں نے شہید کا لقب پایا اور کئی غازی ٹھہرے۔ شہیدوں کے لہو سے یہ ٹکڑا حاصل ہوا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کا واقعہ ناقابلِ فراموش ہے۔ جب جنگ میں ہندوستانی فوج نے پاکستان کو ڈھیر کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ ان پر غلبہ پالیں لیکن فوج نے انھیں دندان شکن جواب دیا۔ پاکستانی فوج کے ساتھ ساتھ عوام کے جوش و جذبے کو بھی سلام جنھوں نے اپنے وطن کی ناموس کی خاطر اپنے گھروں کو چھوڑا۔ ان کے جذبے کو دیکھ کر پاکستانی فوج کو بھی ہمت اور حوصلہ ملا ۔ زندہ قومیں اپنے محسنوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کرتیں وہ انھیں داد دیتی ہیں کہ اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر سرحدوں پر وطن اور اس میں رہنے والے لوگوں کی جان کی خاطر اپنے سینے تان کر کھڑے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی سترہ روزہ جنگ میں ان محافظوں کا حوصلہ ایک لمحے کے لیے بھی پست نہ ہوا۔ انھیں فخر ہے کہ وہ اپنے وطن اپنی سرزمین کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

خاطر قربان ہوئے ہیں۔ وہ وطن کے محافظوں کو ہمت اور حوصلہ دیتی ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

مرے شہید! ترے خون کے چراغوں سے
ترے وطن کے اندھیروں نے روشنی پائی
نشانِ راہِ عمل ہیں ترے نقوشِ قدم
کہ تیری موت سے ایمان نے زندگی پائی (۱۲)

---سرحدوں پر---مرے اَن گنت آفتاب ایستادہ ہیں
دشمن کے دل اور دشمن کی آنکھیں
مری سرحدوں پر----فصیلیں عزائم کی جو ٹوٹنا جانتی ہی نہیں (۱۳)

انگریزوں نے مسلمانوں کی پہچان کو سبوتاژ کرنے کے بہت حیلے کیے۔ انھوں نے مسلمانوں کو سانس لینے کی بجائے ہچکیاں لینے پر مجبور کر دیا۔ مسلمانوں پر مظالم ڈھائے اور ان کے تشخص کو کبھی قائم نہ ہونے دیا۔ اقتدار کی ہوس میں سب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ ایوانِ حکومت کو اپنی عوام کی فکر نہیں ہے، ان کے نزدیک حاکم ملک کو چلانے اور عوام کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ مگر حکمرانوں کی وجہ سے ملک کی معاشی بدحالی تباہ کن ہے۔ اگر مانگ کر ہی گزارا کرنا ہے تو یہ بہادری اور یہ حفاظت کا ڈھونگ کیوں ہے۔ جن کے زیرِ نگیں یہ ملک ہے وہی ہر وقت بکنے کو تیار رہتے ہیں۔ اپنے گھروں کو زمیں سے اونچا کرنے کے لیے اگر انھیں مذاکرات کرنے ہوں تو وہ کرتے ہیں اور وطن کا سودا کر دیتے ہیں۔ موجودہ حالات پر غور کیا جائے تو آج بھی ملک کی یہ ہی حالت ہے۔ اقتدار حاصل کرنے کے لیے حکمران اُس سرزمیں کو ہی قربان کر دیتے ہیں جسے ہمارے پُرکھوں نے اپنے لہو سے سینچا تھا۔ تلخ حقائق ہمیشہ پردوں کے پیچھے چھپے ہوتے ہیں۔ تلخ حقیقتوں کو بے نقاب کرنا آسان نہیں ہے لیکن شاعرات نے بڑی جرأت اور بے باکی سے کام لیا ہے۔ وہ اس ملک کے سیاسی و سماجی نظام پر رنجیدہ ہیں۔ جنھوں نے اس قوم کے تشخص میں بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔ وہ ان حالات و واقعات پر کھل کر اظہار کرتی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

سچائی، اُلفت، خودداری
مٹی کے کمزور کھلونے
پل بھر میں ٹوٹ جاتے ہیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلّہ

پھر بھی دنیا کتنی حسین ہے
ایسی مقدس۔۔۔ جیسے مریم
ایسی اُجلی۔۔۔ جیسے جھوٹ (۱۴)

کیسے کیسے صاحب ثروت بکنے کو تیار ہوئے
جتنے کوچے تھے بستی کے سب کے سب بازار ہوئے (۱۵)

قیام پاکستان کے بعد کئی سالوں تک مسلمان ظلم وستم کی زد میں رہے۔ برصغیر میں مسلمانوں نے ویرانی میں زندگی بسر کی اور آزادی کے بعد بھی سنّاٹے میں دھڑکتے دل کے ساتھ سانسیں لی۔ ان کے خیال میں مسلمانوں کے سروں پر برسوں سے موت کی تلوار لٹک رہی ہے اور اس کے باوجود وہ جی رہے ہیں۔ ایسا حوصلہ صرف امتِ مسلمہ کے پاس ہی ہے جن کے سر حق کی راہ میں قلم ہو جاتے ہیں۔ جو اتنے ظلم و ستم سہنے کے باوجود بھی اپنے حوصلوں کو ڈھلنے نہیں دیتے اور اس ہنگام آفریں دور میں جیتے ہیں۔ مثال دیکھیے:

ہر ظلم کی وسعتوں کے آگے
اِک درد کے کتنے حوصلے ہیں
برسوں سے ہے موت رقص فرما
برسوں سے یہ لوگ جی رہے ہیں (۱۶)

۱۹۷۱ء کا سانحہ پاکستان کی مزید تقسیم کا باعث بنا۔ پاکستان مشرقی اور مغربی فصیلوں میں بٹ گیا۔ اس واقعہ نے سرزمیں میں موجود ہر ذی شعور کو متاثر کیا۔ مغربی پاکستان والوں نے اپنے مشرقی پاکستانی بھائیوں سے احسن سلوک نہ کیا۔ ان کے حقوق دبائے گئے۔ مشرقی پاکستان والے دُشمن حکمرانوں کے جھانسے میں آ گئے۔ جس کے نتیجے میں ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں پھوٹ ڈالنے والے کئی کردار تھے جن میں بنگالی، غیر بنگالی، پاکستانی، بھارتی، امریکی اور برطانوی سرفہرست ہیں۔ بے شمار لوگ جان کی بازی ہار گئے، فوجیوں کو ذلت کے ساتھ ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ کئی فوجی اور شہری جنگی قیدی بنائے گئے۔ خدا کے عطا کردہ ملک کی دنیا بھر میں تذلیل کی گئی اور پاکستان ذلت و سزا کا مستحق ٹھہرا اور اسی وجہ سے پاکستانی قوم کی پہچان، پرچم، قومیت نیز ان کا قومی تشخص و قومی نشانات بے حد متاثر ہوئے۔ حکمران عیش پرست ہوتے چلے گئے اور ان کی رگوں میں خون کی بجائے شراب دوڑنے لگی۔ دن رات مے خواری اور نشاط کاری میں ڈوبے رہتے جس کی وجہ سے ملک بربادی کی راہ پر دوڑنے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

لگا۔ جنرل یحییٰ خان کی انھی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ جنگ ہوئی اور ہر طرف خون کی ندیاں بہنے لگی۔ سربراہِ حکومت جنرل یحییٰ خان کے بارے میں میاں محمد افضل لکھتے ہیں:

> "اس خطۂ ارض کے باسیوں' اسلام کے نام لیواؤں کا سربراہِ حکومت جس کی "رہنمائی" میں قوم اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہی تھی۔ اس حکمران کی حکومت میں اگر ملک محفوظ ومامون رہتا تو یہ زیادہ تعجب کی بات ہوتی۔ مشیّت خداوندی میں معجزوں کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لئے قہر الٰہی کا کوڑا برسا" ملک دولخت ہوا اور خون کی ندیاں بہہ گئیں' یہ خون پدما اور گنگا کے پانیوں میں سرخ لکیر چھوڑتا ہوا خلیج بنگال کے نمکین اور سیاہ پانیوں میں گم ہو گیا۔"(۱۷)

اسی طرح حکمرانوں میں آپس میں ہی پھوٹ پڑ گئی جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان سے ہاتھ دھونا پڑے۔ ۱۹۷۱ء کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ تقسیم برصغیر اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے الم ناک واقعات نہ بھولے تھے کہ سقوطِ ڈھاکہ نے بھی گہرے زخم دے دیے۔ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں ہزاروں فوجیوں کو قید کر لیا گیا اور ناجانے کتنے لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ نا صرف مغربی پاکستان کے لوگ ہلاک ہوئے بلکہ مشرقی پاکستان کے بھی ہزاروں افراد موت کے مُنھ میں دھکیلے گئے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں انتہائی فرسودہ حالات کے باوجود جوانوں اور پاک فوج کے افسروں نے اپنے حوصلے بلند رکھے اور جرات و قربانی کی لازوال داستانیں رقم کیں۔ پاکستان میں اُبھرنے والے ان تمام حالات و واقعات اور فسادات نے ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ایسی صورتِ حال میں ادبا سے توقع رکھنا کہ وہ انسانیت سوز مظالم کو دیکھ کر اپنی آنکھیں موند لیں گے اور اپنے اردگرد قتل و غارت گری، شکست وریخت اور وحشت و بربریت کے دردناک مناظر دیکھنے کے باوجود بے حس اور خاموش بیٹھا رہے ناممکن سی بات ہے۔ اس حوالے سے حسن عسکری لکھتے ہیں:

> "ادیب صرف ایسی چیزوں کے بارے میں لکھ سکتا ہے جو اس کے حسّیاتی اور ذہنی تجربے میں آچکی ہوں یہ وہی چیزیں ہوتی ہیں جو ایک خاص وقت میں موجود ہوں جو چیزیں آگے چل کر وجود میں آئیں گی اس کے بارے میں ادیب کچھ نہیں لکھ سکتا کیونکہ وہ اس کے تجربے سے خارج ہیں۔ چنانچہ وہ موجودہ چیزوں کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔۔۔ مگر ساتھ ہی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ساتھ جب حالات انسان کو بدلنے پر مجبور کرتے ہیں تو ادب بھی حالات کا ہم آواز ہو جاتا ہے۔"(۱۸)

ہجرت کے سبب یہ ایک قوم بنی تھی جسے اپنے تشخص کی تلاش ازل سے ہے اور آج بھی اسی تلاش میں در بدر بھٹکتے رہتے ہیں۔ اس قوم کے حصے میں کہیں گلاب ہے تو کہیں کانٹے۔ یہ قوم مدتوں سے زیر خاک ہے۔ دیکھا جائے تو آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں عرصہ دراز پہلے تھے۔ ہجرت کے کرب نے ایک وطن مانگا تھا جہاں وہ رہ سکیں اور اپنی پہچان قائم کر سکیں۔ مثلاً:

ہم جو دو نیم ہیں ہجرت کے سبب
ہم کو رہتی ہے فقط اپنے تشخص کی تلاش
جھیل کی سطح پہ آتی ہے نظر ایک لکیر
ایک حصے میں کنول' دوسرے حصے میں لہو
ہم زمانے سے رہِ شوق میں ہیں خاک نشیں
دردِ ہجراں نے صدا دی ہے وطن کو جب بھی
گونجتے غار بلاتے ہیں چٹانوں کے قریں
اور سمندر کا پتا دیتے ہیں(۱۹)

ہر شخص خواہ وہ ادیب ہو یا شاعر یا عام انسان وطن کی محبت اس کے دل میں جا گزیں رہتی ہے۔ شاعرات نے اپنے وطن سے والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ وطن سے ہی ایک قوم کی پہچان ہے اور وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں۔ ہماری پہچان ہمارے وطن سے ہے۔ اس میں موجود چرند پرند، پہاڑ، پھول، درخت سب جھک کر اسے سلام کرتے ہیں۔ لہلہاتے کھیت، آزاد فضائیں، اڑتے پنچھی اور بادِ صبا کے جھونکے دلوں کو مسرور و شاد رکھتے ہیں اور بے اختیار دل سے دُعا نکلتی ہے کہ وطن یونہی سلامت رہے۔ مثال دیکھیے:

ہمارے آبا کے خواب جیسے سجے سجائے چمن کی طرح
ہلالی پرچم سے گھر کے آنگن تلک پہنچتی کرن کی خاطر
سلامتی ہو سلامتی ہو(۲۰)

عنبرین صلاح الدین کا انداز وطن کی محبت کے حوالے سے منفرد ہے۔ ان کے خیال میں وطن سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

وابستگی ہی ان کی پہچان ہے اور یہ نسبت ہی دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ مثلاً:

ہمارا پرچم سرسبز سی حسین نہیں
کمانِ قوسِ قزح ایسی دلنشیں نہیں
مہ و نجوم بھی خورشید ساتھ لے آئیں
مرے وطن کی سی روشن کوئی زمیں نہیں (۲۱)

سماج میں ایسے لوگ موجود ہیں جنھیں اس سرزمین کی قدر نہیں ہے۔ ہماری قوم خود پرست ہوتی جا رہی ہے۔ سیاسی رکاوٹیں ہمیشہ سماجی مسائل اور المیوں کو جنم دیتی ہیں۔ ایک طرف معاشرہ غربت و افلاس کا شکار ہے تو دوسری طرف اشرافیہ کی ثروت مندی تفاوت کی دلیل ہے۔ پاکستانی شاعرات بھی معاشرے میں اُبھرتی ناانصافیوں اور سماجی استحصال کے خلاف علَم بلند کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اس ملک کی بنیاد اعلیٰ و ارفع انسانی اخلاقی اقدار پر قائم کی گئی لیکن یہاں کے دولت مند اور عقل کل حکمران اسے دیمک کی طرح چاٹتے رہے۔ وطن میں جب تک یہ نظام چلتا رہے گا تب تک ہماری قوم اپنی شناخت گنواتی رہے گی اور جن خوابوں کو یہ دیکھتے ہیں انھیں کبھی تعبیر نہ مل سکے گی۔ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

ہمیں زمانے میں ہیں تنگِ عیشِ اہلِ وطن
متاعِ درد کا ہم سے حساب مت پوچھو (۲۲)

کہانی کچھ بتانا چاہتی ہے
مگر اس کے سبھی کردار، چپ ہیں
ابھی تک ہے، بہت محفوظ قاتل
مگر بستی کے پہرے دار، چپ ہیں (۲۳)

کراچی کے فسادات عرصۂ دراز سے چلتے آ رہے ہیں اور آج بھی یہ فسادات قائم و دائم ہیں۔ اتنی مشکلوں اور کج رویوں کے باوجود بھی کراچی شہر میں سدھار نہ آیا۔ کراچی شہر کے گلی کوچوں، بازاروں اور مسجدوں میں مسلسل خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ان حالات کو دیکھ کر ماہ طلعت زاہدی کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ دہشت، دھند، ظلم و ستم اور بارود کے دھوئیں میں انسانیت کے ساتھ قومی تشخص سوالیہ نشان بنی کھڑی ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

روشنیوں کے شہر کی راہ گزر اداس ہے
سناٹے ہی سناٹے ہر طرف، صرف لہو سے تر بتر
کس کو دھواں دھواں کیا کس کے مٹا دیے نقوش
اپنی صفت پہ شرمسار رقصِ شرر اداس ہے (۲۴)

ایک اور مثال دیکھیے:

دھواں دار رحمت برسنے لگے
دل و جاں کی کیاری مہکنے لگی
کراچی تری رونقیں لوٹ آئیں تو سارا وطن پھر سے ہنسنے لگے (۲۵)

وطن میں ہونے والے کسی نہ کسی سانحے نے شاعرات کی توجہ اپنی جانب مبذول ضرور کرائی ہے۔ انھی میں ناقابلِ فراموش سانحہ پشاور ہے جہاں ننّھے پھول مُرجھا گئے۔ شہنا پروین سحر نے سانحہ پشاور کا تذکرہ مغموم انداز میں کیا ہے۔ مثال دیکھیے:

مرے وطن
مرے پشاور کے نونہال آج
اپنی ماؤں کی گود کو چھوڑ کر
تیری گودی میں چھپ گئے
بڑے ہی سفاک بے رحم لوگ
کھلتے پھولوں کی کیاریوں کو مسل رہے ہیں
کہو ہمارا قصور کیا تھا (۲۶)

صائمہ کامران بھی اسی سانحہ پشاور کی منظر کشی کچھ اس انداز میں کرتی ہیں:

پل بھر میں زندگی کی کہانی بکھر گئی
معصومیت پہ آج قیامت گزر گئی
لاشے سے اپنے لال کے لپٹے جو والدین
دھڑکن بھی چلتے وقت کی جیسے ٹھہر گئی (۲۷)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

زبان قومی تشخص کی اہم بنیاد ہے۔ جہاں سیاسی و سماجی حالات و واقعات اقدار، تہذیب و تمدن رسم و رواج، ثقافت اور روایات قوم کی پہچان ہیں وہیں زبان بھی قومی تشخص کا مظہر ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اپنی شناخت کو قائم کررکھنے کا ایک ذریعہ زبان تھی۔ جہاں دو قوموں کو مذہب کی بنیاد پر استوار کیا گیا وہیں ان میں زبان کا مسئلہ بھی شروع ہوا۔ ہندوستانیوں کو یقین تھا کہ ہندی زبان قومیت کی بنیاد بن سکتی ہے۔ ان کے خیال میں ہندو قومیت کی سیاسی یکجہتی کے لیے ہندی اور دیوناگری کا فروغ ضروری ہے۔ انھوں نے دفاتر میں اردو کی بجائے ہندی زبان رائج کردی۔ اس عہد میں سرسید احمد خان اردو زبان کے بڑے حامی تھے کیونکہ ہندو اُردو زبان کو مکمل ختم کرنا چاہتے تھے ۔ایسے حالات میں سرسید احمد خاں نے "رسالہ تہذیب الاخلاق" کا اجرا کیا جہاں اردو وہندی تنازعات کو واضح کیا گیا ۔زبان کا مسئلہ شناخت کا مسئلہ بن چکا تھا۔ سرسید نے اردو کی ترویج کے لیے سائینٹیفک سوسائٹی قائم کی اور اردو کی حفاظت کا بھی بخوبی بندوبست کیا۔

زہرا نگاہ نے بھی لسانی فسادات سے متاثر ہو کر اپنے کلام میں زبان کے موضوع کو اہمیت دی۔ انھوں نے جہاں قوم کی شناخت تہذیب، اقدار اور روایات سے کی ہے وہیں انھوں نے زبان کو بھی تشخص کا مظہر قرار دیا ہے کیونکہ ایک قوم ایک وطن کی پہچان اس کے مذہب کے بعد زبان سے ہوتی ہے۔ لسانی فسادات میں انسانی خون کی ہولی کی شدت کسی جنگ سے کم نہیں ہوئی۔ قومی تشخص کو ختم کرنے کے کئی راستے ہیں۔، دشمنوں نے جہاں کلچر، ثقافت اور تہذیب کو تباہ برباد کیا ہے وہیں انھوں نے لسانی فسادات بھی پیدا کیے ہیں۔ جب ہماری زبان اپنی نہ رہی تو ہمارا قومی تشخص بھی قائم نہ رہے گا۔ صدیوں سے زبان کے فسادات چل رہے ہیں اور آجبھی ہمارے منصف ان فسادات پر خاموش ہیں۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

خاموش ہیں صاحبانِ منصف
حیران ہیں رہبرانِ مخلص
لاشوں کا کوئی وطن نہیں ہے
مردوں کی کوئی زباں نہیں ہے
اجڑے ہوئے گھر کی خامشی ہے
نوحے کی صدائیں ایک سی ہیں (۲۸)

قوم کی شناخت قومی نشانات سے ہے۔ اس وطن کے لوگوں کی پہچان بھی اس کے سرسبز ہلالی پرچم سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔ جو دھرتی سے لے کر آسمانوں تک لہراتا ہے۔ ہمارا قومی تشخص ہمارے وطن اور پرچم سے ہے۔ مثال دیکھیے:

توحید کا نعرہ ہے' اُمید کا پرچم ہے
اپنی مری دھرتی ہے' اپنا مرا موسم ہے
مری ذات کے آنگن میں' جو سبز اُجالا ہے
اس چاند ستارے کے' پرچم کا حوالہ ہے (۲۹)

تقسیم ہند کا واقعہ تا قیامت یاد رہے گا۔ جہاں عوام میں آزادی کی خوشی تھی وہیں ہجرت کا غم بھی تھا۔ ان کے دلوں پر زخم تھے کہ جو پھول مرجھا گئے شاید اب کبھی نہیں کھلیں گے۔ ایک قوم اپنے تشخص اور الگ وطن کے لیے ہجرت کر رہی تھی جہاں وہ اپنے مذہبی اقدار کو بحال کر سکیں اور سکھ چین کی زندگی بسر کریں۔ برصغیر کی تقسیم کے دوران ہمارے بزرگوں، جوانوں، عورتوں یہاں تک کہ بچوں نے بھی اس ملک کے لیے بے شمار قربانیاں دیں۔ یہ وطن انھی لوگوں کی دین ہے جنھوں نے اپنی جان کے نذرانے پیش کیے۔ مثالیں دیکھیے:

یاد کی جھیل میں پھر برگِ شکستہ کوئی
موسم زود فراموش کو کرتا ہے تلاش
جس میں کھلتے ہی نہیں پھول مسیحائی کے
فاصلے چنتی ہے آزردہ مسافت کی تھکن
دُکھ کی ڈھلوان پہ نیلے چشمے (۳۰)

چراغ مانگتے رہنے کا کچھ سبب بھی نہیں
اندھیرا کیسے بتائیں کہ اب تو شب بھی نہیں (۳۱)

ہمارے آباؤ اجداد نے جو پودا اُگایا تھا اسے ہم نے مردہ کر دیا ہے۔ ہماری قوم غفلت کا شکار ہے جو تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان میں بھی یہ شعور نہیں ہے کہ وہ اپنے اس وطن کی دیکھ بھال کریں۔ مثلاً:

کیوں ہمارے دلوں میں بیج کا زہر پھیلاتے ہو
کیوں ہمارے ذہن میں نیا پودا اگاتے ہو
ہمیں اب کوئی نیا پودا نہیں سینچنا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلّہ

کہ جو پودا ہمارے آباؤ اجداد نے اُگایا تھا
وہ بوڑھا ہو کر مردہ نیم جان ہے
اب اس پودے کو کسی پل مٹی میں مل جانا ہے
جاؤ ہمیں سونے دو
ہمیں سچ نہیں سننا
ہمیں سونا ہے ہمیں سونے دو (۳۲)

یہ وطن اس لیے حاصل کیا گیا تھا تاکہ مسلمان قوم اسلام اور قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزار سکیں مگر یہاں مذہب کو بھی سیاست کا حصّہ بنا کر اس کی اصل روح کو ٹھیس پہنچائی گئی۔ مثال ملاحظہ فرمائیے:

مذہب کے نام پر یہ سیاست ہے شرمناک
ایسے فرض کی اب یہاں کوئی دوا نہیں
چھوڑ ملک کے واسطے اب اپنی ذات کو
فکرِ وطن نہیں تمھیں خوفِ خدا نہیں (۳۳)

ملک میں امن و سلامتی قائم رکھنے کے لیے اگر ہمیں دشمنوں سے لڑنا پڑے تو ہم لڑیں گے۔ ہمارا وجود اور ہماری پہچان اس وطن سے ہے۔ دشمن کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کریں گے مگر اس وطن کی حفاظت خود کریں گے۔ بے جا آسائشات، مراعات، دولت اور بے جا اختیار کا جائز و ناجائز استعمال معاشرے میں جرائم، سماجی ناہمواری اور ظلم کو فروغ دیتا ہے۔ یہ بھی ایک نئی راہ تھی جس نے قومی تشخص پروار کیا مگر شاعرات نے امن و یکجہتی کا پیغام دیا ہے۔ مثال ملاحظہ کیجئے:

۔۔۔بادل، شاہین اور ہوا
تم آزادی سے اُڑتے پھرتے
کتنے پیارے لگتے ہو ا(۳۴)

ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے:

دفاع ملک و ملّت کے لیے دیوار بن جائیں
مرے بازو فقط بازو نہ ہوں، تلوار بن جائیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

عُدو کے سامنے تصویر بن جائیں اُخوت کی
جو ہونا قابل تسخیر وہ کُہسار بن جائیں (۳۵)

مختصراً یہ کہ شاعرات کے ہاں قومی تشخص اور فکرِ وطن کے حوالے سے وطن میں ہونے والے اُن واقعات کی تصویر کشی ہے جن سے وہ مختلف نتائج اخذ کرتی ہیں اور وطن کی فکر کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ پاکستانی شاعرات نے سیاسی و سماجی حالات و واقعات اور معاشی و اقتصادی مسائل کی پیش کش کے ذریعے عوام کو نئی راہ دکھائی ہے۔ وہ ملک میں فسادات کی بدولت ہونے والی خون ریزی کے کرب کی شدت کو بخوبی محسوس کرتی ہیں۔ انھوں نے جرأت مندانہ انداز اپنا کر ماحول کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ پاکستانی شاعرات نے معاشرے کے کسی بھی پہلو کو اپنی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ ان کی شاعری میں قومی تشخص، قومی نشانات، وطن سے محبت، فکرِ وطن، شہدائے وطن کی قربانیاں، عقیدت و یگانگت اور زندگی کے تضادات کا اظہار ملتا ہے۔ خواتین جہاں سائنس کے میدان میں آگے آرہی ہیں وہیں ان کی نظر وطن کے دیگر مسائل پر بھی ہے۔ معاشی و معاشرتی اور سائنسی مسائل پر قلم آزمائی کرنے کے ساتھ ساتھ انھوں نے سیاسی و سماجی شعور، قومی تشخص اور وطن کی فکر کو پسِ پشت ڈالنے کی بجائے اپنی تخلیقات کا حصّہ بنا کر فکر و نظر کے نئے جہانوں کے در وا کیے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر۔ اردو شاعری اور پاکستانی معاشرہ۔ لاہور: وکٹری بک بینک، ۱۹۹۰ء۔ ص ۱۶

۲۔ عتیق اللہ۔ بیسوی صدی میں خواتین اُردو ادب۔ دہلی: موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۲ء۔ ص ۱۷۰

۳۔ مبارک علی، ڈاکٹر۔ تاریخ اور عورت۔ لاہور: فکشن ہاؤس، ۱۹۹۳۔ ص ۶

۴۔ نجمہ رحمانی۔ آزادی کے بعد اردو شاعرات۔ دہلی: نجمہ رحمانی، ۱۹۹۴ء۔ ص ۶

۵۔ زاہدہ خاتون شیر وانیہ۔ کلیاتِ زاہدہ خاتون شیر وانیہ۔ مشمولہ: ماہ نامہ فانوس، لاہور۔ جلد ۵۲، شمارہ نمبر ۰، ۱۹۴، ۳، ۲، ۱ء۔ ص ۲۳۷

۶۔ بلقیس جمال بریلوی، محترمہ۔ قوسِ قزح۔ مظفر نگر: اتحاد پریس، سنہ ندارد۔ ص ۱۵

۷۔ بانو طاہرہ سعید، ڈاکٹر۔ آشیاں ہمارا۔ حیدر آباد: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۳ء۔ ص ۲۸

۸۔ زاہدہ خاتون شیر وانیہ۔ کلیاتِ زاہدہ خاتون شیر وانیہ۔ مشمولہ: ماہ نامہ فانوس۔ ص ۳۶۵

۹۔ بانو طاہرہ سعید، ڈاکٹر۔ آشیاں ہمارا۔ ص ۲۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۰۔ اداؔ جعفری۔ موسم موسم (کلیات)۔ کراچی: اکادمی بازیافت، اپریل ۲۰۱۲ء۔ ص ۵۴۷

۱۱۔ پروین فناؔ سیّد۔ تمنا کا دوسرا قدم۔ راولپنڈی: ایس ٹی پرنٹرز، ۱۹۸۵ء۔ ص ۴۱

۱۲۔ اداؔ جعفری۔ موسم موسم (کلیات)۔ ص ۲۸۱

۱۳۔ ناہید قاسمی۔ بنجر دل سیراب کرو۔ لاہور: مکتبہ فنون التحریر، ۱۹۹۱ء۔ ص ۳۹

۱۴۔ فہمیدہ ریاض۔ سب لعل و گہر (کلیات)۔ ص ۲۲

۱۵۔ زہرا نگاہ۔ فراق۔ کراچی: اے جی پرنٹرز، ۲۰۰۹ء۔ ص ۸۷

۱۶۔ زہرا نگاہ۔ شام کا پہلا تارا۔ دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، ۲۰۱۲ء۔ ص ۱۳۵

۱۷۔ افضل، محمد، میاں۔ سقوطِ ڈھاکہ تک۔ لاہور: الفیصل ناشران، ۲۰۲۲ء۔ ص ۵۱۶

۱۸۔ حسن عسکری، محمد۔ فسادات اور انقلاب۔ مشمولہ: مجموعہ حسن عسکری۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء۔ ص ۱۰۹

۱۹۔ عرفانہ عزیز۔ پھول دیں گے سراغ منزل کا۔ لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۳ء۔ ص ۳۵، ۳۶

۲۰۔ فاطمہ حسن۔ فاصلوں سے ماورا۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۲۲ء۔ ص ۷۰

۲۱۔ عنبرین صلاح الدین۔ سر دشت گماں۔ لاہور: ملٹی میڈیا افیئرز، ۲۰۱۰ء۔ ص ۱۵۵

۲۲۔ عرفانہ عزیز۔ حرفِ شیریں۔ لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۲ء۔ ص ۱۱۳

۲۳۔ نوشی گیلانی۔ محبتیں جب شمار کرنا۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء۔ ص ۱۶۶

۲۴۔ یاسمین حمید۔ دوسری زندگی کلیات۔ کراچی: مکتبہ دانیال، ۲۰۰۷ء۔ ص ۵۵۷

۲۵۔ ماہ طلعت زاہدی۔ روپ ہزار۔ ملتان: کتاب نگر، ۲۰۰۲ء۔ ص ۶۲۶

۲۶۔ شہناز پروین سحر۔ ایک اور آخری دن۔ سیالکوٹ: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء۔ ص ۱۹۲

۲۷۔ صائمہ کامران۔ پانچواں موسم۔ لاہور: ماورا پبلشرز، ۲۰۱۵ء۔ ص ۱۵۳، ۱۵۲

۲۸۔ زہرا نگاہ۔ فراق۔ ص ۱۱۲

۲۹۔ شاہدہ لطیف۔ میں پاکستانی ہوں۔ لاہور: اپیلی کشنز، ۲۰۲۳ء۔ ص ۴۱

۳۰۔ عرفانہ عزیز۔ پھول دیں گے سراغ منزل کا۔ ص ۲۳، ۲۲

۳۱۔ پروین شاکر۔ ماہِ تمام (خود کلامی)۔ اسلام آباد: مراد پبلی کیشنز، سنہ ندارد۔ ص ۱۰۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۳۲۔ شبنم شکیل۔ مسافت رایئگاں تھی۔ ص۱۵۶
۳۳۔ رخشندہ حبیب جالب۔ میں آؤں گا عہدِ حسیں کی صورت۔ ص۳۵
۳۴۔ ناہید قاسمی۔ بنجر دل سیراب کرو۔ ص۱۳۷
۳۵۔ شاہدہ لطیف۔ میں پاکستانی ہوں۔ ص۳۹